الذی علّم بالقلم علّم الانسان ما لم یعلم

آگاہِ حقیقتِ وعلّم آدم الاسماء کلّہا وکشّافِ رموزِ علّمہ شدید القوی سیدنا ومولانا

حضرت سید غوث علی شاہ صاحب قلندر قادری قدس سرہٗ کی تعلیم

معروف بہ

تعلیم غوثیہ تصوف

وموسوم بہ

مرآۃ التوحید

بتدوین وتالیف شریف خلیفہ خاص وصی بالاختصاص آئینہ تجلی ہائے حضرت

شیخ مکمل ممدوح مرشدی ومولائی حضرت سید شاہ گل حسن صاحب قلندر قادری

جی اینڈ سنز برقی پریس دہلی میں

سنہ ۱۹۱۹

۶. گر قبول افتد زہے عز و شرف۔

سبب تالیفِ کتاب

جب یہہ فقیر حقیر تذکرۂ غوثیہ کی تالیف سے فارغ ہوا اور نسخہ ہائے مطبوعہ کو اخوان طریقت و اصحاب مودت و ارباب عقیدت کیخدمت میں نذر کر چکا تو بے شغلی سے طبیعت کسمسائی اور دل نے پھر یہہ دہوم مچائی کہ اگر یوں ہی ہاتہہ پر ہاتھ دھرے رہو گے تو عمر کے دن کاٹنے پہاڑ ہو جائیں گے ابھی ہتیار ڈالدینے کا موقعہ نہیں ہے ؎ بیت

میر نہیں پیر تم کاہلی اللہ رے	نام خدا ہو جوان کچھ تو کیا چاہیئے

ہمّت کرو اور ایام گذاری کی کوئی سبیل نکالو۔ ورنہ پہر وہی اندوہ و الم نصیب وقت ہوگا ؎

شمع و بزم و جام و ساقی گر نہیں باقی نہو	دل کے بہلانے کو آخر غم ہی کھایا چاہیئے

اودہر تو دل نے یہہ دہائی دی اودہر ملہم غیب نے درِ دل کھٹکھٹایا کہ خبردار گھبراؤ نہیں ابھی تو **تعلیم غوثیہ** کی تدوین و تالیف باقی ہے جسکا انصرام سرور دایم کا سرمایہ اور عیش قایم کا پیرایہ ہے جب اسکی ترتیب و تکمیل سے فراغت پاؤ گے تو پاؤ گے جو کچھ پاؤ گے۔ پہر نہ یہہ ماتم ہوگا نہ یہ غم و الم۔ فکرِ دوام و شغلِ مدام کا انعام اور جمالِ حقیقی و جلوہ تحقیقی کا خلعت موجود ہے۔ وَاللّٰہُ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَاءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ ؎

غم کے کھانے کا غم نہ کھا اے دِل	یہ بھی دو چار دِن کا مہمان ہے۔

جسوقت یہہ معاملہ روبکار ہوا تو میں بھی ہوشیار ہوا اور تعمیل حکم کے لیئے فوراً تیار ہوا دل نے کہا کہ اب وقت ہے کہ وہ جواہر معانی اور لآلی روحانی اور نقود حقانی جو ایک نقاد لاثانی و مفتاح کنوز ربانی یعنی جناب قبلہ و کعبہ **سیّدنا و مولٰنا سیّد غوث علی شاہ** صاحب **قلندر قادری** قدس اللہ سرہٗ العزیز کی فیضان صحبت و اثر تربیت سے سینہ کے خزینہ میں مخزون اور دل کے گنجینہ میں مکنون ہیں۔ اون کو زبانِ قلم سے نکال۔ اور سفینہ اوراق میں بار کر کے ساحل اظہار پر لا اُتار۔ تاکہ اِس ذکر و فکر کے طفیل

آگے سجدہ میں یعنی جب میری جان اس میں پہنچ جائے تو تم اس کو فوراً ہی سجدہ کرنا کہ دراصل وُہ میں ہی تو ہوں گا سب ملائکہ اُس کے منتظر ہوئے کہ وہ نائب ذی شان عالم امر سے کب تشریف فرمائے عالم ظہور ہوتے ہیں اِنِّیْ خَالِقٌ شرف علت فاعلی کی طرف اشارہ ہے اور بَشَرًا علت صوری اور مِنْ طِیْنٍ علت مادی اور فَاِذَا سَوَّیْتُهٗ تا آخر آیہ علتِ غائی اور علتِ شرف کو دانا خوب جانتے ہیں ذٰلِکَ ذِکْرٰی لِلذّٰکِرِیْنَ یہ یادگار ہے یاد رکھنے والوں کو وَبَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِیْنٍ یعنی اور شروع کے انسان کی پیدائش ایک گارہ سے یعنی پھر مٹی کی صورت بنائی اور جب نقشۂ ازلی کے موافق یہ طلسم خاکی بنیاد تیار ہو گیا تو اس منقش و مزین پتلہ کے دل میں اپنی روح پھونکی اور آنکھ بچا کر تخت شاہی پر خود ہی جلوس فرمایا اور شہ نشین کے عین حجرہ کون میں سے ملائکہ کو حکم ہوا کہ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِیْنَ یعنی پس گر پڑو اس کے آگے سجدہ میں ۵

آن کس کہ خاک ما را گل کرد و خانہ ساخت	خود در میان در آمد و ما را بہانہ ساخت

واہ سبحان اللہ کوزہ میں سمندر کا سما جانا اسی کا نام ہے فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِکَةُ کُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ اِلَّا اِبْلِیْسَ یعنی پھر سجدہ کیا سب فرشتوں نے مگر ابلیس نے نہ کیا اللہ تعالیٰ نے ابلیس لعین سے دریافت فرمایا کہ یٰۤاِبْلِیْسُ مَا مَنَعَکَ اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِیَدَیَّ یعنی اے ابلیس تجھ کو کیا اٹکاؤ ہوا کہ سجدہ کرے اُس چیز کو جو میں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے بنائی ہے یعنی جلال و جمال سے اور یہ ہی دونوں صفات اُس میں رکھے ہیں مگر کسی وجہ سے چوکڑی بھول کر انکار کر بیٹھا اور یہ نہ سمجھا کہ سجدہ تو مکین و جان کو ہے جو روح سرکاری اوّل و آخر ظاہر و باطن ہے نہ مکان کو جو حادث و فانی ہے البتہ ذاتِ آلٰہی اور جانِ آلٰہی میں نام کا فرق ضرور ہے جیسے دریا و قطرہ اس کے سوا اور فرق کچھ بھی نہیں دانا داند و بینا بیند مگر اس انکار میں بھی ایک بھید ہے جس کا اظہار نا جائز ہے اللہ اکبر اس گنج مخفی کُنْتُ کَنْزًا مَخْفِیًّا کے لیے یہ خاکی طلسم کس خوبی اور ترتیب گم کردہ راہی سے مرتب کیا ہے اور کیا لطیف بہروپ بدلا ہے کہ جس میں بڑے بڑے دانشمند و صاحب علم خصوصاً معلم الملکوت جیسے دھوکا کھا گئے رباعی

سلہ پ ۲۱ ع ۱۴۔۶ ۔ سلہ ۲۳ پ ع ۱۴ = سلہ ۲۳ پ ع ۱۴

بدلا نہیں کوئی بھیس ناچاری سے — ہر رنگ ہے اختیار سرکاری سے
بندہ شاہد ہے اور طاعت زیور — یہ سوانگ بھرا گیا ہے عیاری سے

اور دھوکہ نہ کھائیں تو تعجب ہے کہ اوّل ایک مٹی کا پتلہ بنایا پھر اس میں اپنی روح پھونکی اور فرشتوں سے سجدہ کروایا اور اپنی صفاتِ خاص یعنی حیات و علم و ارادہ و قدرت و سمع و بصر و کلام سے موصوف کر کے اِس کا نام انسان و بشر و آدم رکھا سب نے اس کو تماشا اور یہاں مٹی کا سوانگ خیال کیا تھا لیکن جب إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ کا خطاب اور وَلَقَدْ كَرَّمْنَا کا خلعت عنایت ہونا معلوم ہوا تو سب کی آنکھیں کھل گئیں کہ ہیں کیا تھا اور کیا ہو گیا۔ ہ

اخفا کے لیے ہے اِس قدر جوش و خروش — یہاں ہوش کا مقتضا ہے بنا مدہوش
حسنِ ازلی تو ہے ازل سے ظاہر — یعنی ہے تجلیوں میں اپنی روپوش

پس قیدِ جسمانی و حجاب جہل و غیریت اعتباری کے لباس میں زمین پر اعتباراً و مجازاً بھیجا گیا ورنہ نہ کہیں سے آیا نہ گیا جہاں کا تہاں اور جوں کا توں موجود ہے۔ واہ سبحان اللہ اِس طلسم خاکی نہاد میں کس خوبی کے ساتھ بطون سے ظہور میں جلوہ آرا ہوئے اور کیسی ٹٹی کے آڑ میں شہ نشین کے جھروکوں میں سے دیدار بازی ہو رہی ہے۔ ہائے۔ ہ

دیدار می نمائی و پرہیز می کنی — بازارِ خویش و آتشِ ما تیز می کنی
با این ہمہ سادگی ہے پرکاری بھی — شوخی بھی ہے اُس میں اور عیاری بھی
چھپ چھپ کے ہے تاک جھانک اپنی کرتا — اِس سے کوئی سیکھ جائے مکاری بھی
حسن نہ آنست کہ ماند نہاں — گرچہ بود پردہ جہان در جہان

جبکہ وُہ ماہ دل فروز صورت مہر نیم روز — آپ ہی ہو نظارہ سوز پردہ میں منہ چھپائے کیوں

اگر کبھی انسان اپنی اصلی حالت اور سر انسانی کا پر تو کچھ بھی معلوم کر لیتا ہے تو أَنَا رَبُّكُمُ الْأَعْلَىٰ اور أَنَا الْحَقُّ وغیرہ کہہ اُٹھتا ہے۔ ہ

بہر طرف نگری صورتِ مرا بینی — اگر بچوز نگری یا بسوے این شر و شور
ز احولی منگر ہر دو چشم نیکو کن — کہ چشم بد بود امروز از جمالم دور
بصورتِ بشرم ہان وہان غلط نکنی — کہ روح سخت لطیف است و عشق سخت غیور